نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا اللہ کے دشمن ابو لہب کی بیٹیوں سے نکاح میں اشکال

استشكل تزويج النبي ﷺ ابنتيه لابني أبي لهب وهو عدو الله !

[urdu - اردو - أردو]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ

تنسیق: اسلام ہاؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ کی بیٹیوں کا اللہ کے دشمن ابو لہب کی بیٹیوں سے نکاح میں اشکال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دو بیٹیوں کا اللہ کے دشمن ابو لہب کے بیٹوں سے نکاح کرنے میں کیا حکمت ہے کیا ابو لہب اسلام اور مسلمانوں کا دشمن نہ تھا، اور کیا اس کے دونوں بیٹے کافر نہ تھے ؟

الحمد للہ:

اول:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار بیٹیاں تھی اور ان کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

زینب، رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہن.

ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" دل اس پر مطمئن ہوتا ہے جو روایات تواتر کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی ترتیب میں وارد ہے وہ کچھ اس طرح ہیں: پہلی بیٹی زینب اور دوسری رقیہ اور تیسری ام کلثوم اور چوتھی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہن ہیں " انتہی

دیکھیں: الاستیعاب (٦١٢).

رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لہب کے بیٹے عتبہ سے کی تھی "

اور ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ سے کی تھی.

اور سیرت میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں بیٹیوں کو ان کی رخصتی اور دخول سے قبل ہی طلاق ہو گئی تھی، کیونکہ جب سورۃ لہب نازل ہوئی تو اللہ کے دشمن ابو لہب نے اپنے بیٹوں کو انہیں طلاق دینے کا حکم دیا تھا.

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مصعب وغیرہ اہل نسب کا کہنا ہے:

رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا عتبہ بن ابو لہب کی بیوی تھی اور اس کی بہن ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا عتیبہ کی بیوی تھي اور جب سورۃ لہب " تبت یدا ابی لہب " نازل ہوئی تو ان کے باپ ابو لہب اور ان کی ماں نے دونوں بیٹوں کو کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو چھوڑ دو، اور ابو لہب کہنے لگا: اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو نہ چھوڑو تو میرا سر تم دونوں کے سروں سے حرام ہے، تو انہوں نے دونوں کو طلاق دے دی " انتہی

دیکھیں: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (٥٩٤).

پھر عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے مکہ میں رقیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے شادی کی اور رقیہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور وہاں ان کا بچہ بھی پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ رکھا، اور عثمان رضی اللہ تعالی عنہا کی ان کی نسب سے ابو عبد اللہ کنیت تھی.

اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجری کے پہلے سال بدر جانے لگے تو ان کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں، اس لیے عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پیچھے رہے اور اس سال ہی رقیہ کی اسی بیماری کی وجہ سے وفات ہو گئی.

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی کی، اور ان کا نکاح تین ہجری ربیع الاول کے مہینہ میں ہوا، اور ان کی رخصتی جمادی الاخرۃ میں اسی سال ہوئی، اور ان سے کوئی اولاد نہیں تھی، یہ نو ہجری میں فوت ہوئیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی.

دوم:

رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا ابو لہب کے بیٹوں سے شادی کرنے میں اشکال پیدا ہونا تو اس اشکال کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آتی، کیونکہ ابتدا میں مسلمان شخص کی کافرہ عورت سے اور مسلمان عورت کی کافر مرد سے شادی حرام نہ تھی، بلکہ یہ تو بعد میں حرام کی گئی، اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کافر عورتوں کو چھوڑ دیا:

فرمان باری تعالی ہے:

(اے ایمان والو جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو، دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے، لیکن اگر وہ تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو اب تم انہیں کافروں کی طرف

واپس نہ کرو یہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ ہی وہ ان کے لیے حلال ہیں، اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہے وہ انہیں ادا کر دو، ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور کافر عورتوں کی ناموس اپنے قبضہ میں نہ رکھو، اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو وہ مانگ لو اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ بھی مانگ لیں، یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے درمیان کر رہا ہے اور اللہ تعالی بڑے علم اور حکمت والا ہے)الممتحنۃ (١٠).

اور اصل میں کافر عورتوں سے نکاح کی ابتدا کی حرمت اس فرمان باری تعالی میں پائی جاتی ہے:

(اور تم مشرك عورتوں سے اس وقت شادی مت کرو جب تك وہ مومن نہ ہو جائیں)البقرۃ (٢٢١).

ان کے لیے کافر عورتوں میں سے صرف اہل کتاب میں سے یہودی اور عیسائی عورتیں ہی مباح کی ہیں، اور یہ اباحت بعد میں درج ذیل فرمان باری تعالی میں بیان ہوئی:

(سب پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاکدامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیے گئے ہیں ان کی پاکباز دامن عورتیں بھی حلال ہیں، جبکہ تم ان کے مہر ادا کرو، اس طرح کہ ان سے باقاعدہ نکاح کرو، یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو، یا پھر پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہیں)المآئدۃ (٥).

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

کفار مرد مسلمان عورتوں سے اور مسلمان مرد مشرك عورتوں سے شادی کیا کرتے تھے، پھر اس آیت میں اسے منسوخ کر دیا گیا، چنانچہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اس وقت دو مشرك عورتوں کو مکہ میں طلاق دے دی:

ان میں سے ایك ابو امیہ کی بیٹی قریبہ تھی، جس سے معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کر لیا اور یہ دونوں مشرك تھے.

اور دوسری عمرو الخزاعی کی بیٹی ام کلثوم تھی ۔ ام عبد اللہ بن المغیرہ ۔ اس سے ابو جہم بن حذافہ نے شادی کر لی اور یہ دونوں بھی مشرك تھے " انتہی

دیکھیں: تفسیر ابن کثیر (١٨ / ٦٥).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

١ ـ مسلمان کی کافر عورت اور مسلمان عورت کی کافر مرد سے ابتدا اسلام میں شادی کرنا مباح تھا.

٢ ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لہب کے بیٹوں سے اپنی بیٹیوں کی شادی دعوت کے ابتدائی ایام میں کی تھی.

٣ ـ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کا اعلان کیا تو ابو لہب کو غصہ آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی اور ان سے دشمنی کا اعلان کر دیا تو اللہ عزوجل نے ابو لہب اور اس کی بیوی کے متعلق سورۃ لہب نازل فرمائی " تبت یدا ابی لہب و تب " چنانچہ ابو لہب اور ام جمیل نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کو طلاق دے دو.

٤ ـ طلاق رخصتی و دخول سے قبل ہوئی جس میں ابو لہب کا غضب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تھی.

٥ ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ تعالی عنہا ابو العاص کے ساتھ تھی، اور ابو العاص کے کفر کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں میں علیحدگی کرا دی، پھر جب وہ اسلام لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو واپس کر دیا.

٦ ـ کافر عورتوں سے اور کافر مردوں سے شادی کرنا ایك عام امر تھا، وہاں کوئی ایسی نص نہ تھی جو اس سے منع کرتی جس کو اس کا علم ہو اس کے ہاں اس میں کوئی اشکال نہیں.

واللہ اعلم .